ملائشیاء میں تحریکِ نسواں کی علمبردار: ایس آئی ایس

جینیفر سلوبودا *

تلخیص: ڈاکٹر فخر الاسلام

ملائشیاء ایک کثیر النسل ملک ہے، جہاں کئی مذاہب کے پیروکار رہتے ہیں۔ آبادی تین بڑے نسلی گروہوں یعنی ملاوی، چینی اور ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ ملاوی جو عقیدتاً مسلمان ہیں بقیہ گروہوں سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں ہندومت، بدھ مت اور مقامی مظاہر پرست مذاہب شامل ہیں۔ جزیرہ نمائے ملایا میں اسلام ہندوستانی تاجروں کے ذریعے تیرہویں صدی تا پندرہویں صدی عیسوی کے دوران پھیلا اور بہت جلد مرد و زن کے تعلقات نئی شکل اختیار کرنے لگے۔ اسلام کے علی الرغم رواجی قانون یا ''عادت'' کے مطابق مرد و زن جائداد میں برابر کی وراثت پاتے تھے اسی طرح ملاوی عورت سادہ تو تھی لیکن وہ نقاب نہیں پہنتی تھی اور ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیتی رہی۔

۱۹۷۰ء کی معاشی اصلاحات کے بعد جب لوگ دیہاتوں سے شہروں کی طرف منتقل ہونا شروع ہو گئے تو خواتین بھی ان میں شامل تھیں جو مردوں کی طرح مختلف پیشوں اور ملازمتوں میں شامل ہو گئیں۔ بڑے شہروں کے متنوع معاشروں میں ان نو وارد لوگوں نے اپنی شناخت کی خاطر اسلام کے انقلابی نظریے سے اپنی وابستگی کا فیصلہ کر لیا۔ ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کی دہائیوں میں احیائے اسلام کی لہر (بنیاد پرستی) نے زور و شور کے ساتھ مشرق وسطیٰ سے اُٹھ کر ساری مسلم دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا تو ملائشیاء بھی اس لہر سے متاثر ہوا۔ دیگر مسلم ممالک کی طرح یہاں بھی اسلام کو مغربیت اور مادہ پرستی کے مقابل لا کھڑا کر دیا گیا۔ اس دوران ملائشیاء میں نشاۃ کی علمبردار تحریک ''دکوہ'' کو پذیرائی ملی۔ اس تحریک نے عرب ثقافت کو خالص اسلامی قرار دے کر ملائشیاء میں اسے عام کرنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں ملاوی خواتین نے قدیم طرز کا

---

* Jennifer Sleboda, "Equal Before Allah? Muslim Feminism in Malaysia", *The World & I*, April 2001. pp. 206 - 213

[عربی یا اسلامی] لباس پہننا شروع کر دیا اور نشاۃ کے لیے سرگرم عمل عناصر کی دست و بازو بن گئیں۔

ملائشیاء کی حکومت نے ''دکوہ'' تحریک کے بڑھتے ہوئے اثر کے پیش نظر نفاذ اسلام کے حوالے سے چند اقدامات کیے جن میں تعلیم اور اسلامی امور سے متعلق ادارے کا قیام بھی شامل تھا۔ تاہم حکومت نے یہ احتیاط ضرور برتی کہ ان اقدامات سے مغربی ممالک کے سرمایہ کار خوف زدہ ہو کر ملک نہ چھوڑ جائیں۔ باالفاظ دیگر بیک وقت اسلام پسندوں اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو خوش رکھنے کی کوشش کی گئی۔

اسلام پسند تحریک ''دکوہ'' کے ردِعمل کے طور پر ۱۹۸۷ء میں ایک این جی او کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا نام (SIS) "Sisters in Islam" یا ''خواہران اسلام'' رکھا گیا۔ اس کے ارکان میں شہروں کی رہائشی درمیانے درجے کی تعلیم یافتہ اور ہنرمند خواتین شامل تھیں۔ ایس آئی ایس کا بنیادی مقصد ایک طرف تو اسلامی انتہا پسندی کا مقابلہ کرنا تھا اور دوسرا اسلام میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے شعور پیدا کرنا تھا۔ ابتداء میں تو اس کی سرگرمیاں بحث و مباحثے تک محدود تھیں لیکن اب یہ خواتین حقوق کی علمبردار کے طور پر سامنے آئی ہے۔

ایس آئی ایس ملائشیاء کے جدید معاشرے میں قرآنی اصولوں کی نئے سرے سے تشریح کی خواہش مند ہے۔ گزشتہ عشرے میں اس تنظیم نے خواتین سے متعلق متعدد مسائل یعنی عورتوں پر تشدد، اسلام اور حقوق نسواں، تعدد ازواج اور شادی وطلاق جیسے امور پر زوردار طریقے سے اپنا موقف پیش کیا۔ اس حوالے سے انہوں نے دو کتابچے ''کیا اللہ کی نظر میں مرد و عورت برابر ہیں؟'' اور ''کیا مسلمان مردوں کے لیے بیویوں کی مار پیٹ جائز ہے؟'' شائع کروا کر بڑے پیمانے پر تقسیم کیے۔ علاوہ ازیں ۱۹۹۵ء میں اسی تنظیم کی دس سالہ جدوجہد اس وقت رنگ لائی جب حکومت نے عورتوں پر تشدد کے انسداد کا قانون نافذ کر دیا۔ نومبر ۱۹۹۳ء میں جب کیلنتان صوبے میں شریعت کا فوجداری قانون نافذ کر دیا گیا تو ایس آئی ایس نے حدود قوانین کے خلاف جدوجہد شروع کر دی۔ اس مہم کے دوران وزیراعظم کو ایک عرضداشت پیش کی گئی جس میں کہا گیا کہ یہ قوانین عورتوں کے خلاف استعمال ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ اس تنظیم کا دعویٰ تھا کہ قرآن میں ان قوانین کا کوئی حوالہ موجود نہیں بلکہ یہ فقہاء کی تشریحات کا نتیجہ ہیں۔ معاً اس تنظیم نے حدود قوانین پر تحقیقی کام بھی کیا جس کے نتیجے میں ۱۹۹۵ء میں ایک کتاب بعنوان ''ملائشیاء میں حدود'' شائع کی گئی۔

۹۷-۱۹۹۶ء میں اس تنظیم نے تعدد ازواج کے مسئلے پر اس وقت کافی سرگرمی دکھائی جب مذہبی امور کے محکمے نے اعلان کیا کہ شوہروں کو دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے تحریری اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری نہیں۔ ایس آئی ایس کا موقف یہ تھا کہ یہ فیصلہ اسلام کے عائلی قوانین کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ان کے مطابق قرآن میں تعدد ازواج کی اجازت حق نہیں بلکہ رعایت کے طور پر دی گئی ہے علاوہ ازیں عقد ثانی کے خواہش مند مرد کو ثابت کرنا ہوگا کہ نہ صرف وہ ایک سے زیادہ بیویوں اور بچوں کی کفالت کر سکتا ہے بلکہ تمام بیویوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ بھی کر سکتا ہے۔ مزید براں دوسری شادی کی اجازت جس صورت میں دی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یا تو پہلی بیوی بانجھ ہو یا کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو۔

ایس آئی ایس کو جس دوسری چیز نے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا وہ دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی کو چھوڑنے کا رجحان تھا۔ چنانچہ ان تمام مشکلات کے پیش نظر اس تنظیم نے واضح موقف اختیار کیا کہ ملائشیاء کے جدید معاشرے میں تعدد ازواج کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔

بحیثیت مجموعی ایس آئی ایس کی سرگرمیاں کتابوں و دیگر مواد کی اشاعت، حکومتی پالیسیوں کو متاثر کرنے والی تحقیق، عوامی مباحثوں اور کانفرنسوں کا انعقاد، مسائل پر اخباری بیانات کا اجراء اور انگریزی اخبارات میں مضامین کی اشاعت جیسے امور پر مشتمل ہیں۔ دوسری طرف یہ تنظیم ملک کے طول و عرض میں حقوق نسواں کے لیے سرگرم تنظیموں سے رابطہ رکھے ہوئے ہے۔

ایس آئی ایس نہ صرف یہ کہ ذرائع ابلاغ پر چھائی ہوئی ہے، بلکہ موثر طبقات تک مکمل رسائی رکھتی ہے۔ ان دو ذرائع سے اس نے حقوقِ نسواں کے لیے وکالت (advocacy) کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا ہے۔ ذرائع ابلاغ خاص طور پر انگریزی اخبارات ان کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہے ہیں جبکہ موثر طبقات تک رسائی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود وزیر اعظم کی بیٹی مرینہ اسی تنظیم کی پرجوش حامیوں میں شامل ہیں۔

[جینیفر سلوبودا واشنگٹن ڈی سی میں مقیم ہیں اور خواتین، ثقافت اور بشریات کے موضوع پر لکھتی ہیں۔]